بسم اللہ الرحمن الرحیم

درس ٦

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ شیعت کا وجود سقیفہ سے شروع ہوا وہ بھی اس لیے کہ شیعوں نے سقیفہ میں بنے خلیفہ کو نہیں مانا اور مولی علی علیہ السلام کی امامت اور خلافت بلا فصل کو مانتے ہوئے سقیفہ کی مخالفت کی، اسی لیے کہا جاتا ہے کہ شیعت کا آغاز سقیفہ سے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے سے ہوا ہے اور رسول اکرم ﷺ نے امام علی علیہ السلام کو اپنا جانشین مقرر فرمایا ،جیسکے لیے متعدد آیات اور روایت موجود ہے۔

یہاں سے ایک سوال اٹھتا ہے کہ امام علی علیہ السلام کی امامت پر جب اتنی دلیلیں موجود ہیں تو کیوں لوگوں نے امام علی علیہ لسلام کی امامت کو نہیں مانا؟

کیا یہ ہو سکتا ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کوئی حکم دیں اور امت نہ مانے ؟

اگر کوئی شخص تاریخ کا مطالعہ کرے تو وہ شخص یہ سمجھ جایئگا کہ رسول ﷺ کے زمانہ میں ہی رسول ﷺ کی باتیں نہیں مانی گئیں، جیسے حدیث قرطاس یا حدیث قلم و کاغذ جو رسول خدا ﷺ کی زندگی کے آخری ایام کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں آپ نے اپنے بعد مسلمانوں کو گمراہی سے محفوظ رکھنے کا نسخہ لکھنے کیلیئے صحابہ سے قلم اور دوات مانگی جسے خلیفہ دوس

عمر بن خطاب نے یہ کہہ کر رد کیا کہ "یہ شخص بیماری کی وجہ سے ہذیان کہہ رہا ہے"۔ یوں رسول اللہ ﷺ امت کو گمراہی سے محفوظ رکھنے کے حوالے سے اپنی وصیت نہ لکھ سکے۔

اس واقعے میں خلیفہ دوم کی جانب سے رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل نہ کرنا، خاص کر آپ کی طرف ہذیان کی نسبت دینے کو قرآن کریم اور اسلامی تعلیمات کی منافی سمجھتے ہوئے بعض منصف مزاج مسلمانوں نے خلیفہ دوم کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اس واقعہ کو شیعہ سنی تاریخی اور حدیثی منابع میں مصیبت عظمی سے یاد کیا گیا ہے۔

اور بھی آپکو تاریخ میں نمونہ مل جائنگے۔

تو اب یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اگر رسول ﷺ امام علی علیہ السلام کی ولایت اور خلافت بلا فصل کو بتاتے تو سب مان لیتے۔ اگر یہ کہا جائے تو ہم بھی یہ کہیں گے کہ سقیفہ کو بھی بہت با عظمت اصحاب رسول ﷺ نے نہیں مانا جیسے حضرت سلمان، ابوذر، مقداد، عمار یاسر۔۔۔۔۔

پھر حدیث غدیر کا کوئی انکار کر ہی نہیں سکتا ہے، غدیر تاریخ رسالت میں ایسا حکم یا الٰہی دستور ہے، جو اتنے تفصیلی مقدمات اور اہتمام کے ساتھ بیان کیا گیا ہو۔ تپتے صحراء میں دھوپ کی شدت کے باوجود حاجیوں کے سوا لاکھ کے مجمع کو یکجا کرنا اور رسول اسلام ﷺ کا ایک طولانی خطبہ بیان کرنا صرف ایک حکم کے لیے، یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ اسلام کا یہ الٰہی حکم دیگر تمام احکامات سے ممتاز اور انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کے اکثر بزرگ علماء نے مسئلہ غدیر اور حدیث غدیر سے متعلق گفتگو کی ہے، لیکن حدیث کی صحت کا اقرار کرنے کے باوجود مختلف غلط توجیہات کی بناء پر انہوں نے امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی امامت اور بلافصل خلافت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

غدیر میں مولی سے کیا مراد ہے؟

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناسک حج انجام دینے کے بعد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے، غدیر خم کے مقام پر پہنچنے کے بعد تمام حاجیوں کو جمع ہونے کا حکم دیا، جو لوگ آگے بڑھ چکے تھے واپس آئے اور جو پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی پہنچ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ظہر باجماعت ادا کی اور اس کے بعد ایک منبر بنانے کا حکم دیا۔ منبر پر تشریف لے گئے اور حضرت علی علیہ السلام کو اپنے پاس بلایا، خدا کی حمد و ثنا کی پھر چند اہم نکات بیان کرنے کے بعد حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا تاکہ سب لوگ دیکھ سکیں اس کے بعد فرمایا، (من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ) جس جس کا میں مولٰی ہوں اس کے علی بھی مولٰی ہیں۔ اہل سنت نے لفظ مولٰی کی تفسیر دوستی و محبت سے کی ہے لیکن شیعوں کے نزدیک مولٰی سے مراد زعامت اور امت اسلامی کی رہبری ہے کیونکہ لفظ مولٰی کا ایک معنی دوسروں کے امور میں خود ان سے زیادہ تصرف کا حق رکھنا ہے۔ اس لحاظ سے حدیث کا معنی یہ ہوگا جو بھی مجھے بطور مولٰی دوسروں کے امور میں تصرف کرنے کا، حتی کہ ان کے اپنے

نفس کی نسبت زیادہ حقدار سمجھتا ہے ان سب کا (علی علیہ السلام) بھی مولٰی ہے بعبارت دیگر حضرت علی علیہ السلام بھی دوسروں پر ایسی ہی ولایت رکھتے ہیں۔

اس نظریہ کی اثبات کے لئے بہت سے عقلی و نقلی قرائن موجود ہیں جن میں سے چند قرائن بطور مختصر ذکر کرتے ہیں :

قرائن عقلی و نقلی:

1۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خطاب کے ابتدائی حصہ میں مسلمانوں پر اپنی اولویت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، (النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ) بے شک نبی تمام مومنین سے ان کے نفس کی بہ نسبت زیادہ اولی ہے۔ آیت کا یہ حصہ حدیث میں موجود لفظ (مولٰی) کے لئے واضح قرینہ ہے۔ جیسا کہ آپ ؐ نے بعد میں فرمایا، (من کنت مولاہ فھٰذا علی مولاہ) جسے اکثر راویوں نے اس مقدمہ کو حدیث غدیر کے ساتھ نقل کیا ہے۔

2۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جملہ (من کنت مولاہ ...) کو بیان کرنے سے پہلے اسلام کے تین بنیادی اصول توحید، نبوت اور معاد کا ذکر فرمایا اور لوگوں سے اس سلسلے میں اقرار بھی لیا، اس کے بعد آپ ؐ نے فرمایا، تمہارا مولٰی کون ہے ؟ مسلمانوں نے جواب دیا، خدا اور اس کا رسول۔ اس وقت آپ ؐ نے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو بلند کیا اور فرمایا، جس کا خدا اور اس کا رسول مولٰی ہے یہ (علی) بھی اس کا مولٰی ہے۔ اس پیغام کے اصول دین کے اقرار سے مربوط

ہونے سے واضح ہو جاتا ہے کہ یہاں ولایت سے مراد امت اسلامی کی رہبری اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح مسلمانوں پر ولایت حاصل ہونا ہے۔

۳۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر میں آیت کریمہ (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ..) کی تلاوت کے بعد اللہ اکبر کہکر دین اسلام کے کامل ہونے اور مسلمانوں پر خدا کی نعمتوں کے تمام ہونے نیز خداوند متعال کا آپ ؐ کی رسالت اور حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر راضی ہونے پر خوشی کا اظہار فرمایا۔ واضح رہے کہ ولایت کو رسالت کے ساتھ ذکر کرنے کا مطلب امت اسلامی کی رہبری کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں ہے۔